WWW.NAFSEISLAM.COM

پہلی ملاقات

سرور کائنات ﷺ کی عمر شریف کا چالیسواں سال تھا۔ خاکدان گیتی میں رسالت محمدی کے اعلان کا وقت اب بہت قریب آ گیا تھا کائنات کا ذرہ ذرہ فاران کی چوٹی سے نشر ہونے والے پیغام کے لیے گوش بر آواز تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت مکے کے صرف ایک دیانتدار و فیاض تاجر تھے اس سے زیادہ ان کی کوئی حیثیت نہ تھی اسی درمیان میں انھیں تجارتی مہم پر ملک شام کا ایک سفر درپیش ہوا اور وہ ضروری تیاریوں کے بعد روانہ ہو گئے۔

ان کے ہمراہ ان کا وفادار غلام بھی شریک سفر تھا راستہ طے ہوتا رہا۔ منزلیں بدلتی رہیں ہفتوں شبانہ روز چلتے چلتے اب ملک شام کی سرحد شروع ہو گئی۔ عربی سوداگر کا یہ مختصر سا قافلہ اب ملک شام کی حدود میں داخل ہو چکا تھا ایک دن ایسا ہوا کہ ایک لق ودق صحرا سے گزرتے ہوئے شام ہو گئی۔ سیاہ بادل کے بکھرے ہوئے ٹکڑے تیزی کے ساتھ آفاق پر سمٹنے لگے دیکھتے دیکھتے کالی گھٹاؤں کے پردے میں سورج کی لرزتی ہوئی کرن ڈوب گئی۔ اب شام کا وقت گرجتا ہوا موسم اور دامن صحرا میں دو ننھی جانوں کا قافلہ، ہر طرف سے مایوسیوں نے گھیر لیا۔

حیرانی کے عالم میں اونٹنی کے مہار تھامے ہوئے تیز تیز قدموں سے چلنے لگے کہ فضا میں رات کی تاریکی جذب ہونے سے پہلے پہلے جنگل کی حدود سے باہر نکل جائیں۔ رحمت باری شریک حال تھی چند ہی قدم چلنے کے بعد جنگل کی حد ختم ہو گئی اب کھلے میدان کا اجالا نگاہوں کے سامنے تھا۔ ویسے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ مسافر کی شام کتنی اداس واندوہناک ہوتی ہے بحر ظلمات سے نکل آنے کے بعد بھی یہ فکر دامن گیر تھی کہ رات کہاں بسر کی جائے۔ خدا کی شان کہ تھوڑی ہی دور کے فاصلے پر عیسائیوں کا ایک کلیسا نظر آیا آبادی کا نشان دیکھتے ہی جان میں جان آئی کہ رات گزارنے کیلیے ایک پناہ مل گئی تھی۔

قافلے کی اونٹنی کلیسا کے سامنے پہنچ کر کھڑی ہو گئی۔ سنسان ویرانے میں آدمیوں کی آہٹ پا کر ایک شخص باہر نکلا اور حیرت وتجسس کے ساتھ دریافت کیا۔

آپ لوگ کون ہیں؟ کہاں سے آ رہے ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ہم عرب کے تاجر ہیں۔ مکہ جہاں خدا کا محترم گھر ہے وہیں ہمارا مسکن ہے۔ ملک شام جاتے ہوئے غالباً راستہ بھول کر ادھر نکل آئے ہیں۔ کلیسا میں ایک رات بسر کرنے کی اجازت چاہتے ہیں؟

اس شخص نے جواب دیا۔ یہ کلیسا کا مذہب کے ایک بہت بڑے راہب کی عبادت گاہ ہے۔ ساری دنیا سے اپنا رشتہ منقطع کر کے سو سال سے یہاں یاد الہٰی میں وہ مصروف ہیں۔ صرف مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں ان کے قریب جا سکتا ہوں۔ میرے سوا کسی کو ان کی خلوت گاہ میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں۔ مجھے ان کی خدمت میں رہتے ہوئے پچیس سال ہو گئے۔ ٹھیک ایک شیخ طرح انہوں نے ہماری تربیت کی ہے۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا اور جہاں تک رات بسر کرنے کی اجازت کا سوال ہے تو اس کے متعلق کلیسا کی ایک نہایت مشکل شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں رات وہی بسر کر سکتا ہے جس کے دامن زندگی پر گناہوں کی آلائش کا کوئی دھبہ نہ ہو کیونکہ آج سے چند سال پہلے ایک بدکار شرابی سر شام یہاں بھٹکتا ہوا کہیں سے آ گیا اور مسافر سمجھ کر اسے رات بسر کرنے کی اجازت دے دی گئی۔

صبح اٹھ کر اس نے اپنی راہ لی لیکن کافی عرصے تک اس کے کردار کی نحوست کا تاریک سایہ ہمارے شیخ کی روحانی لطافت پر اثر انداز رہا اسی وقت سے یہاں رات بسر کرنے والوں کے لیے طہارت قلب کی شرط لگا دی گئی۔

اس کی گفتگو تمام ہو جانے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا لیکن تمہارے شیخ کے پاس کسی کی اندرونی حالت جاننے کا کیا ذریعہ ہے؟ کیوں کہ کسی بدکار کی پیشانی پر اس کی مجرمانہ زندگی کی فہرست کندہ نہیں ہوتی۔ ایسی حالت میں کلیسا کی اس شرط سے نیکوکار مسافر کی حق تلفی کا امکان بہت زیادہ بڑھ جائے گا اس لیے بہتر ہے کہ اس شرط کو منسوخ کرا دو پھر وہ ذریعہ بتاؤ جس کے بل پر بدکار و نیکوکار کے درمیان خط امتیاز کھینچا جا سکے۔

ہزار حسن ظن کے باوجود ایک معقول سوال کی زد سے وہ اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکا۔ چند ہی جملوں میں ذہن کی بنیاد ہل گئی بے بسی کی کشمکش میں اس نے جواب دیا۔

میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جب ایک بدکار انسان کے کردار کی نحوست شیخ کے تئیں محسوس ہو سکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک نیکوکار کی روحانی لطافت کے جانچنے کا ان کے پاس کوئی ذریعہ نہ ہو۔

اس جواب کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا "تو پھر جاؤ اپنے شیخ سے میرے متعلق دریافت کر لو۔ اگر انہیں میرے قیام پر اعتراض نہ ہو تو میں رات کا کچھ وقت کلیسا کے ایک گوشہ میں گزار لوں۔ بیاض سحر نمودار ہوتے ہی یہاں سے کوچ کر جاؤں گا ورنہ ایک مسافر کے لیے کھلے میدان کا سایہ بہت کافی ہے۔"

تھوڑی دیر تک پس وپیش کے بعد وہ راہب کے خلوت کدے میں داخل ہوا اور پیکر عجز ونیاز بن کر اسے اطلاع دی۔

ملک عرب کے مکہ نامی ایک شہر سے دو مسافر بھٹکتے ہوئے یہاں آ گئے ہیں اور کلیسا میں رات بسر کرنے کی اجازت چاہتے ہیں ظاہری وجاہت کے لحاظ سے ان میں ایک آقا معلوم پڑتا ہے جبکہ دوسرے کے چہرے سے ایک وفادار غلام کی علامتیں نمایاں ہیں۔"

راہب نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد دریافت کیا" کیا وہی مکہ جو پہاڑیوں کے جھرمٹ میں آباد ہے اور جہاں قدم قدم پر کھجوروں کے جھنڈ نظر آتے ہیں؟"

خادم نے جواب دیا" میں نے تفصیل نہیں معلوم کی ہے۔ اگر اجازت ہو تو دوبارہ جا کر دریافت کروں۔"

خادم نے پرتپاک لہجے میں کہا" ضرور دریافت کرو اور جسے آقا کہہ رہے ہو اس کا نام بھی معلوم کرتے آؤ۔"

خادم نے حجرے سے باہر نکلتے ہی دریافت کیا۔ یہ معلوم کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ جس مکے کو آپ نے اپنا مسکن بتایا ہے کیا وہ پہاڑیوں کے جھرمٹ میں آباد ہے اور کیا جگہ جگہ وہاں کھجوروں کے جھنڈ کھڑے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں! یہ دونوں باتیں واقعہ کے مطابق ہیں۔ پھر وقفے کا سانس لیتے ہوئے اس نے دوبارہ سوال کیا۔

زحمت نہ ہو تو اپنے مبارک نام سے روشناس کیجیے۔

" مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔"

" الٹے پاؤں راہب کے سامنے حاضر ہو کر خادم نے اطلاع دی مکے کے بارے میں جو باتیں آپ نے دریافت کی ہیں وہ صحیح ہیں اور وہ اپنا نام ابوبکر رضی اللہ عنہ بتاتا ہے۔"

"ابوبکر کا لفظ سن کر راہب کی پیشانی پر کچھ لکیریں ابھر آئیں۔ جیسے حافظے پر زور کر وہ کوئی بات سوچنے لگا۔ تھوڑی دیر تک محویت خیال کی یہی کیفیت رہی اس کے بعد اچانک کھڑا ہو گیا اور ایک مقفل صندوق میں سے بوسیدہ کاغذات کا ایک دفتر نکالا اور مضطربانہ کیفیت میں اسے الٹنے پلٹنے لگا۔ ورق الٹتے الٹتے صفحہ پر نظر جم گئی اور اچانک چہرے کے اتار چڑھاؤ سے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی گمشدہ حقیقت کا سراغ مل گیا ہو۔

فوراً ہی بیتابی کے ساتھ وفادار خادم کو آواز دی اور کہا" مکے کے اس سوداگر سے اتنی بات اور دریافت کر لو کہ اس کے باپ کا نام کیا ہے؟"

خادم نے پھر آ کر دریافت کیا۔ بار دیگر آپ سے اس امر کی تکلیف دیتے ہوئے شرمندہ ہوں کہ آپ کے والد بزرگوار کا کیا نام ہے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے متحیر نگاہوں سے اسے دیکھا اور ایک لفظ میں جواب دیا۔

" ابوقحافہ "

واپس لوٹ کر جیسے ہی راہب کو اس نے اس نام کی اطلاع دی اس کی آنکھیں حیرت وانبساط کی ملی جلی کیفیت سے چمک اٹھیں جذبات کی ترنگ میں وہ کھڑا ہو گیا اور خادم کو حکم دیا۔" جاؤ بغیر کسی تاخیر کے اسے میرے خلوت کدے میں بلا لاؤ"

راہب کا یہ حکم سن کر خادم کو انتہائی اچنبھا ہوا۔ سکتے کی کیفیت میں وہ تھوڑی دیر تک کھڑا سوچتا رہا کہ سو برس کی روایات کے خلاف یہ بالکل اجنبی حکم کیا واقعۃً تعمیل کے لیے ہے یا یونہی زبان سے نکل گیا ہے؟

اس کی یہ کیفیت دیکھ کر راہب نے پھر زور دیتے ہوئے کہا تمہیں پش و پیش کیوں ہو رہا ہے میں جان بوجھ کر اپنے دستور کی خلاف ورزی کر رہا ہوں۔ حکم کی تعمیل کرو۔ اظہار حیرت کا یہ موقع نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے تئیں اس امید میں کھڑے تھے کہ پوچھ گچھ کا مرحلے طے ہو جانے کے بعد اب یہاں رات بسر کرنے کی اجازت مل جائیگی جونہی قدموں کی آہٹ ملی وہ راہب کا فیصلہ سننے کے لیے گوش برآواز ہو گئے۔

خادم کے چہرے سے حیرت واستعجاب کی پراسرار خاموشی ٹپک رہی تھی۔ آتے ہی اس نے خبر دی" اب میرے لیے تمہاری شخصیت سرتاسر ایک معمہ بن گئی ہے۔ کلیسا کی ایک صدی کی لمبی تاریخ میں تم پہلے انسان ہو جسے ہمارے تارک الدنیا شیخ نے اپنی خلوت خاص میں باریاب ہونے کی اجازت دی ہے بلکہ تمہاری سحر طراز شخصیت نے انہیں سراپا اشتیاق بنا دیا ہے۔ وہ نہایت بے تابی کے ساتھ اپنے خلوت کدہ میں تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ جلدی چلو ورنہ ایک لمحے کی تاخیر بھی جذبہ شوق کیلیے گراں بار بن جائے گی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجسمہ حیرت بنے ہوئے اٹھے اور اس کے پیچھے پیچھے راہب کے حجرہ خاص میں داخل ہوئے۔

کئی سو برس کا بوڑھا راہب جس کی بھنویں سفید ہو کر لٹک گئی تھیں اور ہڈیوں کے ڈھانچہ کے سوا سر سے پا تک جسم انسانی کا کہیں کوئی گداز نظر نہیں آ رہا تھا۔ خیر مقدم کے لیے کھڑا تھا۔

حجرہ میں قدم رکھتے ہی ایک مدھم سی آواز کان میں آئی۔

" اگر تم وہی ہو جس کی چند نشانیاں میرے پاس محفوظ ہیں تو آج تمہارے دیدار کا شرف حاصل کر کے میں ہمیشہ اپنی خوش نصیبی پر فخر کروں گا۔

یہ کہتے ہوئے اپنی لٹکی ہوئی پلکوں کو آنکھوں کے روزن سے ہٹایا اور چراغ کی تیز روشنی میں سر سے پا تک ایک بار سارے جسم کا جائزہ لیا۔ کبھی کتاب

کے بوسیدہ ورق پہ انگلی رکھتا۔ کبھی چہرے کے خدوخال کا مطالعہ کرتا نوشتہ کتاب اور صحیفہ رخ کا کافی دیر تک تقابل کرنے کے بعد ایک مرتبہ عالم بیخودی میں آواز دی۔

"زحمت نہ ہو تو اپنے داہنے ہاتھ کی کلائی ذرا میری آنکھوں کے قریب کر دو"

کلائی پر تجسس کی نگاہ ڈالتے ہی اس کے جذبات قابو سے باہر ہو گئے اپنے لرزتے ہوئے ہونٹ سے انگلیوں کا بوسہ لیتے ہوئے کہا۔

اجازت دو کہ میں تمہیں (امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کہہ کر پکاروں) تحیر آمیز لہجے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا" سمجھ میں بات نہیں آئی کہ صرف ایک رات بسر کرنے کے سوال پر کتنا بکھیڑا پھیلا دیا ہے تم نے؟ کبھی ہم سے مکے کا جغرافیہ پوچھتے ہو کبھی میرا اور میرے باپ کا نام دریافت کرتے ہو۔ کبھی کئی برس کا پرانا کاغذ لے کر میرے چہرے اور جسم کے نشانات کا جائزہ لیتے ہو اور اب تم نے مجھے ایسے نام سے موسوم کرنے کی اجازت چاہی ہے جس نام سے میرے باپ نے موسوم نہیں کیا تھا تم ہی سوچو! آخر یہ کیا تماشہ ہے؟ درماندہ انسانوں کے ساتھ اس طرح کا مذاق ایک تارک الدنیا راہب کو ہرگز زیب نہیں دیتا۔ سیدھے سادھے انداز میں ایک رات بسر کرنے کی اجازت دینی ہو تو دے دو ورنہ آسمان کا شامیانہ ہمارے لیے بہت کافی ہے۔ "

یہ کہہ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ واپس ہی لوٹنا چاہتے تھے کہ راہب نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔ ہائے افسوس آسمانی بشارت سن کر آزردہ خاطر ہو گئے۔

معاذ اللہ! روئے زمین کی ایک محترم ہستی سے میں کبھی مذاق نہیں کر سکتا۔ تمہارے مقدر کے جو نوشتے میرے پاس محفوظ ہیں میں نے انہیں صرف پڑھ کر سنایا ہے۔

آج میری باتوں کا شاید تم یقین نہ کر سکو۔ لیکن سن لو کہ مکے کے افق سے رسالت کا وہ خورشید انور بہت جلد طلوع ہونے والا ہے جس کے جلو میں ایک روشن سیارہ کی طرح تم قیامت تک درخشاں رہو گے۔

آسمانی صحائف میں گیتی کے آخری پیغمبر کے جلوہ گر ہونے کی جو نشانیاں بتائی گئی ہے اس کی واضح علامتیں میں تمہاری شخصیت کے آئینے میں پڑھ رہا ہوں۔ تمہارے دمکتے ہوئے چہرے کی تو بات ہی کیا ہے کہ تمہارے داہنے ہاتھ کا یہ تل بھی ہماری کتاب میں موجود ہے۔ عبرانی زبان سے واقفیت ہو تو لو سراپا تم خود ہی ان آسمانی نوشتوں میں پڑھ لو۔

بہر حال اب تم ایک غریب الدیار مسافر نہیں ہو۔ تجلیات قدس کے نگارخانوں کے وارث و نگراں ہو۔ اس خانقاہ کی دیواروں کا سایہ تو کیا چیز ہے۔ تم چاہو تو میری سفید پلکوں میں رات گزار سکتے ہو۔

ایک ہنگامہ خیز تحیر کے ہجوم میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ راہب کے خلوت کدے سے اٹھا اور کلیسا کے ایک حجرے میں آکر لیٹ گئے ساری رات راہب کی گفتگو بزم خیال میں گردش کرتی رہی ذہن میں طرح طرح کے تصورات کا طوفان امنڈ تا رہا ایک لمحے کے لیے بھی انہیں نیند نہیں آئی۔

صبح کو جب رخصت ہونے لگے تو راہب کی الوداعی ملاقات کا منظر بڑا ہی دردناک تھا۔ اشکبار آنکھوں سے پیشانی کا بوسہ لیتے ہوئے بوڑھے باپ کا یہ جملہ مکے کی واپسی تک ان کے حافظے پر نقش رہا۔

تمہاری زندگی میں فیضان الٰہی کی جب وہ سحر طلوع ہو تو مجھے بھی فیروز بخت دعاؤں میں یاد رکھنا۔

کئی مہینے کے بعد آج حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی تجارتی مہم سے مکے کو واپس لوٹ رہے تھے۔ شبانہ روز چلتے چلتے اب صرف ایک منزل کی مسافت رہ گئی تھی۔ کھجوروں کے جھنڈ سے گزرتے ہوئے راہب کے سوالات حافظے کی سطح پر ابھرنے لگے۔

ام القریٰ کی پہاڑیوں پر نظر پڑتے ہی ایک معنوی کیف سے دل کا عالم زیروزبر ہونے لگا۔ فطرت الٰہی کی کشش سے اونٹنی کی رفتار تیز ہو گئی۔

تھوڑی ہی دور چلنے کے بعد مکے کی عمارتیں چمکنے لگیں نظر پڑتے ہی جذبہ شوق کے تلاطم میں سواری سے نیچے اتر پڑے غلام نے اونٹنی کی مہار تھام لی۔

آبادی میں داخل ہوتے ہی کہیں سے ابوجہل نے دیکھ لیا تھا اور آواز دیتا ہوا دوڑ کر قریب پہنچا۔ ملاقات کے بعد ابوجہل نے فوراً یہ خبر سنائی۔

"تم غالباً ایک عرصے پر اپنے سفر سے واپس لوٹ رہے ہو شاید تمہیں معلوم نہیں ہو گا کہ تمہارے جانے کے بعد یہاں کیا گل کھلا ہے۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ پردیس میں معلومات کا ذریعہ ہی کیا تھا ویسے اپنے بعد یہاں کے واقعات کی مجھے کوئی اطلاع نہیں ہے۔ کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے تو سناؤ"

ابوجہل نے طنز کرتے ہوئے کہا۔" عبداللہ کے بیٹے محمد ﷺ کے متعلق تم بھی جانتے ہو کہ اپنے قبیلے میں وہ کتنا معزز اور ہر دلعزیز تھا۔ سارا شہر اس کی شرافت اور تقدس کا لوہا مانتا تھا۔ لیکن تمہیں حیرت ہو گی کہ ادھر چند دنوں سے ایک عجیب وغریب ڈھونگ رچایا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں خدا کا آخری پیغمبر ہوں۔ میرے پاس ایک فرشتہ آسمان سے وحی لے کر اترتا ہے۔ اب وہ کھلے بندوں اپنے آباء واجداد کے خداؤں کی مذمت پر اتر آیا ہے لات و ہبل کے سنگ آستاں سے باغی بنا کر وہ لوگوں کو ایک نادیدہ خدا کی پرستش کی دعوت دے رہا ہے۔ دنیائے عرب کے قدیم مشرب کے خلاف اس باغیانہ اقدام پر سارے مکے میں غیظ وغضب کی آگ بھڑک اٹھی ہے۔"

فی الحال ابوطالب کی ضمانت پر اس کے خلاف ابھی کوئی تعزیری کاروائی عمل میں نہیں لائی جا سکتی ہے۔ لیکن حالات شاہد ہیں کہ جس دن وہ اپنے بھتیجے کی حمایت سے دستبرداری کا اعلان کر دیں گے اس دن مکے کی زمین اپنی وسعت کے باوجود اس پر تنگ ہو جائے گی۔

قوم میں تمہاری ذہانت و سنجیدگی ضرب مثل ہے۔ عام طور پر تمہاری بات کا بہت زیادہ وزن محسوس کیا جاتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس فتنے کی سرکوبی میں تم اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کر کے اپنی قوم کو شکر گزار بناؤ گے۔

ابوجہل کی گفتگو سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نگاہوں کے سامنے ایک نئی زندگی کی مستقبل چمکنے لگا۔ راہب کی پیشن گوئی بظاہر حقیقت کے سانچے میں ڈھلتی ہوئے محسوس ہونے لگی۔ جذبات کے تلاطم پر قابو پاتے ہوئے انہوں نے جواب دیا "ابھی تو میں ایک طویل سفر سے واپس لوٹا رہا ہوں۔ چہرے کی گرد تک صاف نہیں کر سکا ہوں بطور خاص حالات و واقعات کا جائزہ لینے کے بعد ہی کوئی رائے قائم کر سکوں گا ابھی سر راہ عجلت میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

ابوجہل سے پیچھا چھڑا کر سیدھے اپنے گھر تشریف لائے۔ غلبہ شوق اور جذب طلب نے اتنی بھی مہلت نہیں لینے دی کہ سامان اتار کر گھر میں قدم رکھتے اسی مسافرانہ سج دھج میں بنو ہاشم کے قبیلے کی طرف نکل پڑے۔ سیدھے ابوطالب کے گھر پہنچے اور سرکار اقدس کے بابت دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ بوقبیس کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔

ایک نامعلوم وارفتگی شوق کے عالم میں جیسے ہی وہ کوہ بوقبیس کے قریب پہنچے دیکھا کہ دامن کوہ میں سرکار ایک چٹان پر تشریف فرما ہیں۔ عارض تاباں سے رحمت و نور کا آبشار پھوٹ رہا ہے۔ قدموں کی آہٹ پاتے ہی رخ اٹھا کر دیکھا اور مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

مرحبا اھلا وسھلا مبارک ہو تمہارا آنا مبارک ہو۔ خیر مقدم کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ یوں ہی نہیں بیٹھے تھے کسی نئے آنے والے کا انتظار تھا انہیں۔

اعلان نبوت کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ بالکل پہلی ملاقات تھی۔ مسرتوں کے انوار سے سرکار کا چہرہ جگمگا رہا تھا۔ کیوں نہ ہو کہ آج امت مرحومہ کی بنیاد پڑنے والی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے نوشتہ تقدیر کا انجام دیکھنے کے لیے حیرانی کے عالم میں خاموش کھڑے ہی تھے کہ گل قدس کی پتیوں کو حرکت ہوئی اور کشور دل کو فتح کرنے والی ایک آواز فضا میں بکھر گئی۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ! کلمہ حق کی طرف سبقت کرنے میں پیچھے آنے والوں کا انتظار نا کرو خدا کا آخری پیغمبر تمہیں حیات سرمدی کی دعوت دے رہا ہے اسے بغیر کسی پس و پیش کے قبول کرو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سر جھکائے ہوئے جواب دیا خدا کے رسولوں کے متعلق میں نے سنا ہے کہ جب وہ دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں تو منصب رسالت کی تصدیق کے لیے اپنے ہمراہ کچھ نشانیاں لے کر آتے ہیں۔ میں بھی اپنے تئیں اطمینان قلب کے لیے نشانی کا امیدوار ہوں۔

سرکار رسالت ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ نشانیوں سے گزرنے کے بعد بھی تمہیں اب تک نشانی کی احتیاج باقی رہ گئی ہے؟ کلیسا کی اس سنسان رات کو ابھی زیادہ دن نہیں گزرے ہیں۔ یاد کرو! تمہاری داہنی کلائی کا تل دیکھ کر شام کے راہب نے تم سے کیا کہا تھا؟ میری رسالت کی تصدیق کے لیے کیا آسمانی صحائف کے وہ نوشتے کافی نہیں ہیں۔

جنہیں رات کی تنہائی میں اس بوڑھے راہب نے تمہیں پڑھ کر سنائے تھے؟ پھر تمہاری روح کا وہ اضطراب مسلسل جس نے تمہاری آنکھوں کی نیند اڑا دی ہے اور جو تمہیں غبار آلود چہرے کے ساتھ کشاں کشاں کھینچ کر یہاں لایا ہے، کیا میری رسالت کے اقرار کے بغیر بھی اس کی تسکین کا اور کوئی سامان ہو سکتا ہے؟

فرط حیرت سے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ایک سکتے کی کیفیت طاری ہو گئی۔ سارا وجود حقیقت کے بے نقاب جلووں میں شرابور ہو کے رہ گیا۔

جذبات کے ہیجان میں بے محابا چیخ اٹھے۔ اب مجھے کسی اور نشانی کا انتظار نہیں ہے۔ اپنی آنکھوں کے روزن سے جو ہزاروں میل کی مسافت پر پیش آنے والے واقعات کا تماشائی ہو یہ شان سوائے رسول برحق کے اور کس کی ہو سکتی ہے؟ کو عالم فانی کے مخفی امور کو بالکل مشاہدات کی طرح جانتا ہے اس کے متعلق یہ عقیدہ رکھنے میں اب کوئی تامل نہیں ہے کہ وہ عالم بالا کی حقیقتوں سے بھی یقیناً باخبر ہے۔

دل تو پہلے ہی مومن ہو چکا تھا اب زبان سے بھی اقرار کرتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور خدائے واحد کے سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں ہے۔

اسلام کی تاریخ میں توحید و رسالت کا یہ پہلا اقرار تھا جو رسول اللہ ﷺ کی غیب دانی کے پس منظر میں منصہ شہود پر آیا۔ اب ذرہ عقل نا ہنجار کی فتنہ سامانی دیکھیے کہ جس عقیدے کو قبول کر کے تاریخ کا سب سے پہلا مسلمان عالم ظہور میں آیا وہی عقیدہ آج کے بداندیشوں کے تئیں حلقہ اسلام سے اخراج کا ذریعہ بن گیا ہے۔

اور صرف ایک حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہی نہیں تاریخ کے صفحات پر بے شمار ہستیاں ہیں جن کے اسلام کا محرک رسول پاک صاحب لولاک ﷺ کی غیب دانی ہے۔ سرکار ﷺ کا یہ وصف شریف کسی کی ذاتی سرگزشت تک محدود نہ تھا۔ بلکہ دنیائے عرب میں اس کی اتنی عظیم شہرت تھی کہ لوگوں میں اپنی عورتوں سے باتیں کرتے ہوئے ڈرتے تھے کہ کہیں سرکار ﷺ سن نہ لیں۔

حضور ﷺ کی غیب دانی کے بارے میں مکے کے مشرکین کا عام عقیدہ تھا کہ کسی بھی واقعہ پر مطلع ہونے کے لیے انہیں کسی مخبر کی ضرورت نہیں ہے دیواروں کے ذرے اور راہ گزر کے سنگریزے انہیں خبر کر دیتے ہیں۔

اس ابوجہل کے متعلق یہ واقعہ عوام و خواص میں مشہور ہے کہ منصب رسالت کی آزمائش کے لیے وہ چند کنکریاں مٹھی میں چھپائے ہوئے حاضر ہوا اور کہا کہ اگر آپ رسول ہیں اور آسمان زمین کے اسرار کی خبر رکھتے ہیں تو بتایئے کہ میری بند مٹھی میں کیا ہے؟

ابوجہل جیسے شقی و منکر کو بھی یہ اعتراف تھا کہ رسول کے لیے غیب دانی لازم ہے جو رسول ہوگا اسے زمین و آسمان کے اسرار کی یقیناً خبر ہوگی لیکن یہ آج کے کلمہ گو ہیں جو رسول پاک ﷺ کی غیب دانی کا انکار کرتے ہوئے ابوجہل سے بھی نہیں شرماتے۔